بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون نمبر ۹۴ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

The Daily ALFAZL RABWAH

یوم سہ شنبہ — ایڈیٹر روشن دین تنویر — قیمت فی پرچہ ۱۰ پیسے

جلد ۵۲/۱۷ | ۱۲ تبلیغ ۱۳۴۲ھش | ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ | ۱۲ فروری ۱۹۶۳ء | نمبر ۳۷

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۱۱ فروری بوقت ۸½ بجے صبح

کل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو ضعف کی شکایت رہی۔ اِس وقت طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین

ایک انتہائی اضطراب کے وقت کی دُعا

”اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما“

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی

حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر قرآن مجید میں آتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی اور رسول تھے مگر ایک ابتلاء کے وقت انہیں ایک بڑی مچھلی نے نگل لیا تھا اور وہ تین دن اور تین رات دنیا سے بالکل کٹ کر اس مچھلی کے پیٹ میں عملاً زندہ درگور رہے اور ان کے لئے یہ ایک انتہائی اضطراب کا وقت تھا جبکہ حقیقتاً اُن پر دنیا اندھیر ہو گئی تھی۔ اُس وقت خدا کے اس صابر اور تائب بندے نے جو انتہائی گھبراہٹ کے عالم میں دعا کی۔ اس کا قرآن مجید ان الفاظ میں ذکر کرتا ہے کہ:۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

”یعنی اے میرے آسمانی آقا تُو تو ہر نقص سے پاک اور ہر عیب سے منزّہ ہے مجھ سے ہی غلطیاں ہو جاتی ہیں تو مجھے معاف فرما اور اس تکلیف سے مجھے نجات دے۔“

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس دردبھری انتہائی اضطراب کی دعا کو سنا اور انہیں اِس تکلیف سے نجات بخشی۔ میں دوستوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ گھبراہٹ اور اضطراب کے وقتوں کے لئے یہ ایک عجیب و غریب دعا ہے جو گھبراہٹ کو دُور کرنے اور خدا کی رحمت کو جذب کرنے کی غیر معمولی تاثیر رکھتی ہے۔ ہمارے کئی عزیزوں اور دوستوں نے اس دعا کے متعلق خواب دیکھی ہے کہ گھبراہٹ اور اضطراب کے اوقات میں اس کا بہت وِرد کرنا چاہئیے۔ مثلاً ایک دفعہ اُم مظفر احمد کو کسی معاملہ میں بہت گھبراہٹ تھی اور وہ اسی گھبراہٹ میں استغفار پڑھتے پڑھتے سو گئیں تو حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہا خواب میں اُن کو ملیں اور تحریک فرمائی کہ ایسے وقت میں حضرت یونس والی دعا زیادہ پڑھا کرو یعنی:۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

اسی طرح ایک دفعہ میرے بھانجے اور داماد عزیز میاں محمد احمد خان سلمہ خواب میں یہی دعا کر رہے تھے تو ہمارے بڑے ماموں جان حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ نے خواب میں ظاہر ہو کر اس دعا کے متعلق فرمایا کہ:۔

”عجیب دعا ہے عجیب دعا ہے عجیب دعا ہے“

اسی طرح ایک دفعہ میری چھوٹی لڑکی عزیزہ امۃ اللطیف بیگم سلمہا کو خواب میں کسی بزرگ نے ظاہر ہو کر نصیحت کی کہ یہ دعا بہت پڑھا کرو۔ اور ممکن ہے بعض اور دوستوں نے بھی اس کے متعلق خوابیں دیکھی ہوں۔

بہرحال یہ ایک انتہائی اضطراب کے وقت ایک نبی کی مانگی ہوئی دعا ہے جو خدا کے حضور قبول ہوئی۔ پس دوستوں کو اس دعا سے فائدہ اٹھانا چاہئیے۔ اور اگر غور کیا جائے تو دراصل یہ ایک بڑی جامع دعا ہے کیونکہ اس میں خدا کی توحید اور تسبیح اور بندے کی عاجزی اور کمزوری اور گناہوں کے اقرار اور استغفار کا مفہوم بھی شامل ہے پس:۔

اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

خاکسار۔ خدا کا ایک عاجز بندہ

مرزا بشیر احمد ربوہ ۹/۲/۶۳

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۱۱ فروری۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع منظہر ہے کہ:۔

”پرسوں اور کل دونوں راتیں بے چینی میں گزریں۔ پرسوں زیادہ تکلیف رہی اور کل نسبتاً کم“

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعاؤں میں لگے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی کو شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے۔ آمین

وقف جدید کی دعائیہ فہرست

۲۸ رمضان المبارک تک چندہ وقف جدید ادا کرنے والے احباب کے لئے حضور کی خدمت میں دعا کے لئے درخواست کی جائیگی۔ اسی طرح جو جماعتیں اپنے سو فیصدی وعدے ارسال کر دیں انکے لئے دعا کی درخواست پیش کی جائیگی۔ آپ کوشش فرما کر وعدہ جات اور چندہ جسقدر جلد ممکن ہو سکے بھجوا کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ناظم مال وقف جدید

ربوہ میں اوقات سحر و افطار

تاریخ		انتہائے سحر	وقت افطار
۱۶ رمضان المبارک	بعد ظہر	—	۵-۵۲
۱۷ " "	منگل	۵-۳۲	۵-۵۳
۱۸ " "	بدھ	۵-۳۲	۵-۵۴

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزوں کے متعلق قرآن مجید کی ایک آیت کی تفسیر

ذیل میں ہم روزوں کے متعلق قرآن کریم کی ایک آیت وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین کی تفسیر "تفسیر سورۃ بقرہ" شائع کردہ الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ سے نقل کرتے ہیں۔ یہ آیت بہت متنازع المعنی رہی ہے۔ بعض ائمہ نے تو اسے منسوخ بھی قرار دیا ہے۔ اخبار الاعتصام میں اس کے متعلق ایک مضمون بالاقساط شائع ہو رہا ہے اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا نقطہ نگاہ بھی پیش کر دیا جائے۔ (ادارہ)

پھر فرماتا ہے وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین۔ اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کو بڑی دقت پیش آئی ہے۔ اور انہوں نے اس کے کئی معنے کئے ہیں۔ یہ دقت زیادہ تر اس وجہ سے پیش آئی ہے کہ یطیقونہ میں جو ہٗ کی ضمیر استعمال ہوئی ہے اس کے مرجع کی تعیین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض نے اس کا مرجع صوم کو قرار دیا ہے اور بعض نے فدیۃ طعام مسکین کو۔ شاہ ولی اللہ شاہ صاحب نے اس شکل کو "الفوز الکبیر" میں اس طرح حل کیا ہے کہ یطیقونہ میں ہٗ کی ضمیر فدیۃ طعام مسکین کی طرف گئی ہے۔

اس پر یہ اعتراض پڑتا تھا کہ یہ اضمار قبل الذکر ہے یعنی ضمیر پہلے آگئی ہے اور مرجع بعد میں ہے حالانکہ مرجع پہلے ہونا چاہیئے تھا۔ اس کا جواب انہوں نے یہ دیا ہے۔ کہ فدیہ کا مقام چونکہ نحواً مقدم ہے یعنی وہ مبتدا ہے اس لئے اس کی ضمیر اس کے ذکر سے پہلے آسکتی ہے۔

دوسرا اعتراض یہ پڑتا تھا کہ فدیہ مؤنث ہے اور ضمیر مذکر۔ اس کا جواب انہوں نے یہ دیا ہے کہ فدیہ طعام مسکین کا قائمقام ہے اور وہ مذکر ہے۔ اس لئے فدیہ کی طرف بھی مذکر کی ضمیر پھر سکتی ہے۔ اس بناء پر انہوں نے اس کے یہ معنے کئے ہیں کہ اُن لوگوں پر جو فدیہ دینے کی طاقت رکھتے ہوں ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دینا واجب ہے ان کے نزدیک اس آیت میں صدقۃ الفطر کی طرف اشارہ ہے جو اسلام میں نماز عید سے پہلے ادا کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے تاکہ غرباء بھی عید کی خوشی میں شریک ہو سکیں دوسرے معنے اس کے یہ کئے جاتے ہیں کہ مومنوں میں سے جو لوگ روزہ کی طاقت رکھتے ہوں وہ روزوں کے ساتھ ساتھ ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ بھی دے دیا کریں۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عمل اور احادیث سے چونکہ یہ بات ثابت نہیں کہ روزہ دار فدیہ بھی دے اس لئے یہ معنے تسلیم نہیں کئے جا سکتے۔ اس کے علاوہ عقلی طور پر یہ معنے اس لئے بھی ناقابل قبول ہیں کہ فدیہ تو اس پر ہونا چاہیئے جو روزہ نہ رکھ سکے۔ جو شخص باقاعدہ روزے رکھ رہا ہے اس پر فدیہ کیسا؟ ہاں اگر کوئی شخص اس شکریہ میں کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے اس عبادت کے بجالانے کی توفیق بخشی ہے روزہ رکھ کر ایک مسکین کو کھانا بھی دے دیا کرے تو وہ زیادہ ثواب کا مستحق ہے کیونکہ اس نے روزہ بھی رکھا اور ایک مسکین کو کھانا بھی کھلایا۔ مگر بہرحال وہ ایک زائد نیکی ہوگی۔ قرآن کریم کسی کو اس بات کا پابند قرار نہیں دیتا کہ وہ روزہ بھی رکھے اور ایک مسکین کو کھانا بطور فدیہ بھی کھلائے۔

(۳) مفسرین نے اس آیت کے ایک معنے یہ کئے ہیں کہ یطیقونہ سے پہلے لا محذوف ہے اور اصل عبارت یوں ہے کہ وعلی الذین لا یطیقونہ۔ اور ہٗ کی ضمیر کا مرجع وہ صوم کو قرار دیتے ہیں۔ یعنی وہ لوگ جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں وہ ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دے دیا کریں وہ کہتے ہیں کہ اس جگہ لا اسی طرح محذوف ہے جس طرح آیت یبین اللہ لکم ان تضلوا (نساء آیت ۱۷۷) میں تضلوا سے پہلے بھی لا محذوف ہے اور آیت کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالےٰ یہ باتیں اس لئے بیان کرتا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ۔ گو یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہاں لا مقدر نہیں بلکہ ایک مضاف محذوف ہے اور اصل عبارت یوں ہے کہ یبین اللہ لکم مخافۃ ان تضلوا یعنی اللہ تعالےٰ تمہارے لئے یہ باتیں تمہارے گمراہ ہو جانے کے خدشہ کی بناء پر بیان کرتا ہے

(۴) بعض نے اس آیت کا یوں حل کیا ہے کہ عربی زبان میں اطاق کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ کسی شخص نے کام تو کیا مگر بہت مشکل اور مصیبت سے گویا جب کوئی شخص اپنے نفس کو انتہائی مشقت میں ڈالے بغیر کوئی کام سرانجام دینے کی اپنے اندر طاقت نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے اطاق کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے اس مفہوم کے لحاظ سے الذین یطیقونہ سے وہ لوگ مراد ہیں جو روزہ سے سخت تکلیف اٹھاتے ہیں اور عجز کی بنا پر طاقت بالکل زائل ہو جاتی ہے۔ بلکہ بعض دفعہ غشی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ جیسے بوڑھے یا دل کے مریض یا اعصابی کمزوری کے شکار یا حاملہ اور مرضعہ ایسے لوگ جو بظاہر تو بیمار نظر نہیں آتے لیکن روزہ رکھنے سے بیمار ہو جاتے ہیں ان کو یہ اجازت دی گئی ہے کہ وہ روزے رکھنے کی بجائے ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ اپنی طرف سے دے دیا کریں۔ ان معنوں کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ علامہ قرطبی نے یطیقون کی ایک قرأت یطوقون بھی بیان کی ہے۔ یعنی جو لوگ صرف مشقت سے روزہ رکھ سکتے ہیں۔ اور جن کی صحت روزہ رکھنے سے غیر معمولی طور پر خراب ہو جاتی ہے وہ بے شک روزے نہ رکھیں۔ ہاں ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دے دیا کریں۔

میرے نزدیک چونکہ اطاق باب افعال میں سے ہے اور باب افعال کی ایک خاصیت یہ ہے کہ وہ سلب کے معنے دیتا ہے اس لئے وعلی الذین یطیقونہ کے یہ معنے ہوں گے کہ وہ لوگ جن کی طاقت کمزور ہو گئی ہے یعنی قریباً ضائع ہو گئی ہے۔ وہ بے شک روزہ نہ رکھیں مگر چونکہ ان کا روزہ نہ رکھنا محض اجتہادی امر ہوگا۔ مرض ظاہر کے نتیجہ میں نہیں ہوگا۔ بلکہ صرف متوقع کمزوری کے نتیجہ میں ہوگا اور اجتہاد میں غلطی بھی ہو سکتی ہے اس لئے ان کو چاہیئے کہ اپنی اجتہادی غلطی پر پردہ ڈالنے کے لئے اگر ان کو فدیہ دینے کی طاقت ہو تو ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ ان دنوں میں دے دیا کریں تاکہ ان کی غلطی کے امکان کا کفارہ ادا ہوتا رہے۔

(۵) ایک اور معنے جو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے مجھ پر کھولے ہیں وہ یہ ہیں کہ یطیقونہ میں ہٗ کی ضمیر روزہ کی طرف پھرتی ہے اور مراد یہ ہے کہ وہ لوگ جن کی بیماری شدید ہے یا جن کا سفر پُرمشقت ہے وہ تو بہرحال فعدۃ من ایام اُخر کے مطابق دوسرے ایام میں روزے رکھیں گے۔ لیکن وہ لوگ جو کسی معمولی مرض میں مبتلا ہیں یا کسی آسانی سے طے ہونے والے سفر پر نکلے ہیں۔ اگر وہ طاقت رکھتے ہوں تو ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ بھی دے دیا کریں اس وجہ سے کہ ممکن ہے انہوں نے روزہ چھوڑنے میں غلطی کی ہو وہ اپنے آپ کو بیمار سمجھتے ہوں لیکن اللہ تعالےٰ کے نزدیک ان کی بیماری ایسی نہ ہو کہ وہ روزہ ترک کر سکیں یا وہ اپنے آپ کو مسافر سمجھتے ہوں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے نزدیک اُن کا سفر سفر ہی نہ سمجھا گیا ہو۔ پس چونکہ ان کی رائے میں غلطی کا ہر وقت امکان ہے اس لئے ایسے بیماروں اور مسافروں کو چاہیئے کہ ان میں سے جو لوگ روزہ کی طاقت رکھتے ہوں وہ دوسرے ایام میں فوت شدہ روزوں کو پورا کرنے کے علاوہ ایک مسکین کو کھانا بھی دے دیا کریں۔ تاکہ ان کی اس غلطی کا کفارہ ہو جائے۔ اور اگر یطیقونہ میں ہٗ کی ضمیر کا مرجع فدیۃ طعام مسکین کو ہی قرار دیا جائے۔ جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے تو پھر بجائے اس کے کہ اس حکم کو صدقۃ الفطر پر محمول کیا جائے اگر آیت کا فمن کان منکم مریضاً او علی سفرٍ فعدۃ من ایام اُخر سے تعلق ہوگا اور اس کے یہ معنے ہوں گے کہ اگرچہ مریض اور مسافر کو یہ اجازت ہے کہ وہ ان دنوں میں روزہ رکھیں لیکن ان میں سے وہ لوگ جن کو آسودگی حاصل ہو اور وہ ایک شخص کو کھانا کھلا سکتے ہوں۔ انہیں چاہیئے کہ وہ ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ رمضان دے دیا کریں۔ اگر طاقت نہ ہو تو پھر تو فدیۂ رمضان دینے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اگر طاقت ہو تو خواہ وہ بیمار ہوں یا مسافر انہیں ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ رمضان دینا چاہیئے۔ اگر روک عارضی ہو۔ اور وہ بعد میں دور ہو جائے تو روزہ تو بہرحال رکھنا ہوگا۔ فدیہ دے دینے سے روزہ اپنی ذات میں ساقط نہیں ہو جاتا بلکہ یہ محض اس بات کا فدیہ ہے کہ ان مبارک ایام میں وہ کسی جائز شرعی عذر کی بناء پر باقی مسلمانوں کے ساتھ مل کر یہ عبادت ادا نہیں کر سکے۔ آگے یہ عذر دو قسم کے ہوتے ہیں ایک عارضی اور ایک مستقل۔ فدیہ بشرط استطاعت ان دونوں حالتوں میں دینا چاہیئے۔ پھر جب عذر دور ہو جائے تو روزہ بھی رکھنا چاہیئے۔ غرضیکہ خواہ کوئی فدیہ بھی دے دے۔ بہرحال سال دو سال یا تین سال کے بعد جب بھی اس کی صحت اجازت دے اسے پھر روزے رکھنے ہوں گے۔ سوائے اس صورت کے کہ پہلے مرض عارضی تھا اور صحت ہونے کے بعد وہ ارادہ ہی کرتا رہا کہ آج رکھتا ہوں کل رکھتا ہوں کہ اس دوران میں اس کی صحت پھر مستقل طور پر خراب ہو جائے۔ باقی جو بھی کھانا کھلانے کی طاقت رکھتا ہو۔ اگر وہ مریض یا مسافر ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ رمضان میں ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دے اور دوسرے ایام میں روزے رکھے۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذہب تھا۔ اور آپ ہمیشہ فدیہ بھی دیتے تھے اور بعد میں روزے بھی رکھتے تھے۔ اور اسی کی دوسروں کو تاکید فرمایا کرتے تھے۔

اس آیت میں جو الذین کا لفظ استعمال ہوا ہے یہ دو کا بدل یعنی قائمقام ہو سکتا ہے۔ اوّل ان مومنوں کا جن کا ذکر یٰایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام میں کیا گیا ہے۔ دوم اُن لوگوں کا جن کا ذکر فمن کان منکم مریضاً او علٰی سفرٍ میں ہے۔ اگر اسے یٰایھا الذین اٰمنوا کا بدل سمجھا جائے تو اس آیت کے یہ معنے ہوں گے کہ وہ لوگ جو ضعف کی وجہ سے روزے سے سخت تکلیف اٹھاتے ہیں اور اپنے نفس پر بڑی مشقت برداشت کرتے ہیں انہیں چاہیئے کہ وہ روزہ رکھنے کی بجائے ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دے دیا کریں۔ اور اگر دوسرا بدل ہو تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ وہ مریض اور مسافر جو فدیہ دینے کی طاقت رکھتے ہیں وہ فدیہ دے دیں۔ اور پھر دوسرے دنوں میں

(باقی صفحہ پر)

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۶۳ء

اسلام کے نام پر سیاسی پارٹی بازی سخت مہلک ہے

ہم نے اپنے ایک گزشتہ اداریہ میں سیاست کو دین میں یا دین کو سیاست میں داخل کرنے کے نقصان بتائے تھے اور بتایا تھا کہ اسلام کی اشاعت میں یہ چیز سخت رکاوٹ بنی رہی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسلام سیاست کے لئے کوئی راہ نمائی نہیں دیتا۔ سیاست بھی انسانی زندگی کا ایک نہایت اہم بلکہ کہنا چاہیئے کہ اہم ترین شعبہ ہے اس لئے اسلام جو انسانی زندگی کے ہر شعبہ کے لئے مکمل لائحہ حیات پیش کرتا ہے سیاست کے لئے بھی اعلیٰ ترین اصول دیتا ہے۔ اس لئے ہمارا مطلب یہ نہیں ہو سکتا کہ سیاست سے اسلام کو کوئی تعلق نہیں ہے ہمارا مطلب یہ ہے کہ اسلام میں دین کے نام پر سیاسی پارٹی بازی ممنوع قرار دی گئی ہے اور یہاں تک کہا گیا ہے کہ اگر پہلے کے مقابلہ میں کوئی دوسرا مدعی حکومت کھڑا ہو تو اس کو قتل کر دیا جائے۔ یہ حکم اس بناء پر ہے کہ اللہ تعالےٰ فساد کو پسند نہیں کرتا اور فتنہ کو قتل سے بھی اشد قرار دیتا ہے۔ جب ایک established حکومت کے خلاف بغاوت کی جاتی ہے تو لازماً فساد پیدا ہوتا ہے جس سے ملک کا امن برباد ہو کر نہ صرف دنیوی نقصانات ہوتے ہیں بلکہ اسلام کے ارتقاء کو بھی سخت نقصان پہنچتا ہے۔

جہاں کہیں بھی مذہبی عقائد کی بناء پر سیاسی پارٹی بازی ہوتی ہے ملک و قوم بجائے بہبودی کے راستہ پر گامزن ہونے کے خانہ جنگی میں مصروف ہو جاتی ہے اور اس طرح اندر ہی اندر تباہ ہو کر رہ جاتی ہے۔

ازمنہ وسطیٰ کی یورپی تاریخ اس تعلق میں نہایت عبرت انگیز ہے جب عیسائیت کے مختلف فرقے برسرِ اقتدار آنے کے لئے جنگ زرگری میں مصروف ہو رہے تھے اور ہر فرقہ برسرِ اقتدار آ کر دوسرے فرقوں کا نام و نشان مٹانے پر تُل جاتا تھا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام کے بھی مختلف تصوراتی گروہ ہو چکے ہیں اور یہ ہو نہیں سکتا کہ اگر کوئی پارٹی برسرِ اقتدار آ جائے تو وہ اپنے تصورات کے مطابق حکومت کو ڈھالنے کی کوشش نہ کرے گی۔ مثال کے طور پر مودودی صاحب کو لیجئے۔ آج آپ مطلب براری کے لئے جمہوریت کا نعرہ بلند کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسلام مکمل جمہوریت کا نظام ہے۔ اس سے پہلے آپ اسلامی نظام کو فاشی اور اشتراکی کلیاتی نظام کہتے رہے ہیں۔ فرض کیجئے خدانخواستہ مودودی صاحب کی پارٹی کسی بدقسمت خطہ پر برسرِ اقتدار آ جاتی ہے یقیناً آپ وہاں ایسا نظامِ حکومت قائم کریں گے جو آپ کے تصورِ اسلام کے مطابق ہو گا۔ اس کا نتیجہ کیا ہو گا آپ سے اختلافات رکھنے والے گروہ باغیانہ سرگرمیوں کی طرف جھک جائیں گے اور ان میں سے جو موقعہ پائے گا مودودی صاحب کے گروہ کو الگ کر کے خود اقتدار پر قبضہ کر لے گا۔ اور اس طرح ایک شیطانی چکر کا آغاز ہو جائے گا جو ملک کی تباہی پر جا کر منتج ہو گا۔

ازمنہ وسطیٰ میں یورپ کے اہلِ دانش نے بروقت محسوس کر لیا کہ فرقہ وارانہ خانہ جنگی نے تمام براعظم کو پسماندہ بنا رکھا ہے۔ پہلے تو اس کا علاج صلیبی جنگوں سے کیا گیا اور تمام فرقوں کے رجحانات کو مسلمانوں کے خلاف ڈھال دیا گیا مگر جب اس میں شکست ہوئی تو اب یورپ کا باوا آدم ہی بدل چکا تھا۔ اس میں بڑے سنجیدہ لوگ پیدا ہو چکے تھے جنہوں نے فرقہ وارانہ خانہ جنگی کا یہ علاج تجویز کیا کہ مذہب کو سیاست سے علیحدہ کر دیا جائے اور سیکولر حکومت کی بنیادیں استوار کیں۔ سیکولر کے ہرگز یہ معنی نہیں کہ ایسی حکومت مذہب کے خلاف ہوتی ہے۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ سیاسی کاموں میں فرقہ وارانہ مذہب کے لئے کوئی گنجائش نہیں رہتی۔

اس کا ایک شاندار نتیجہ تو یہ ہوا کہ عوام باہمی عقائدی کشمکش سے آزاد ہو کر زندگی کے کاموں میں مصروف ہو گئے۔ یہاں تک کہ مغربی ممالک میں استبدادی حکومتوں کی بجائے جمہوری اور فلاحی حکومتیں قائم ہو گئیں۔ لوگوں کے ذہن آزاد ہو گئے اور وہ زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی کرنے لگے۔ ملک میں سائنس اور صنعت کے ادارے قائم ہو گئے اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ یہ ممالک ساری دنیا پر چھائے ہوئے ہیں۔

یہ تو خالص دنیوی فائدہ ہے جو یورپ کو سیکولرزم کی وجہ سے فرقہ وارانہ سیاست سے رہائی حاصل کر کے حاصل ہوا۔ اس کے ساتھ خود عیسائیت کو یہ فائدہ ہوا کہ مختلف فرقے اندرونی کشمکش سے آزاد ہو کر دنیا کو عیسائیت کے لئے فتح کرنے کے لئے اقصائے عالم میں پھیل گئے اور آج یہ حالت ہے کہ مسلمان پاکستان ایسے اسلامی ملک میں عیسائیت سے لرزہ براندام ہو رہے ہیں:

حقیقت یہ ہے کہ اگر یورپ میں مذہب کو سیاست کے پھندے سے رہا نہ کیا جاتا تو آج نہ تو یورپ اتنی مادی ترقی کرتا اور نہ عیسائیت کا کہیں نام و نشان ہوتا۔ سیدھی بات ہے کہ جب عقائد کی بناء پر مختلف فرقے باہم گتھم گتھا ہوں تو ملک و قوم کو دوسرے کاموں کی فرصت ہی کہاں نصیب ہوتی ہے۔ اگر ہم پاکستان کا جائزہ لیں تو آزادی کے سولہ سال بعد بھی ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام کے نام پر سیاسی پارٹی بازی نے ملک و قوم کو صحت مند فکر و غور کیلئے موقعہ ہی نہیں دیا۔ اور اسلامی نظام اسلامی نظام کی اتنی رٹ لگائے رکھی ہے کہ نہ صرف کوئی دستور ہی نہیں چل پایا بلکہ بہت سے لوگ اسلام ہی سے بیزار ہوتے جا رہے ہیں پاکستان کے مقابلہ میں وہ اسلامی ممالک جنہوں نے پاکستان سے بہت بعد آزادانہ زندگی شروع کی تھی محض اس وجہ سے کہ انہوں نے مذہب کے نام پر سیاسی پارٹی بازی کو ملک میں پنپنے نہیں دیا نہ صرف دنیوی لحاظ سے پاکستان سے بہت آگے نکل گئے بلکہ ان ممالک میں اسلام بھی ترقی کر رہا ہے اس کے ثبوت میں ہم ذیل میں ایک اقتباس ایک دینی پندرہ روزہ جریدہ سے نقل کرتے ہیں:-

"ایک طرف نہ صرف پاکستان میں بلکہ پوری اسلامی دنیا میں نیا صنعتی انقلاب مسلمانوں کی انفرادی۔ اجتماعی اور معاشرتی زندگی میں بڑی بڑی تبدیلیاں لا رہا ہے اور دوسری طرف تمام مسلمان ملکوں میں اسلام سے جذباتی وابستگی کی تحریکیں اٹھ رہی اور احیاءِ اسلام کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ ... مصر یا متحدہ عرب جمہوریہ کو لیجئے وہاں "عرب سوشلزم" کو حکومت کا نصب العین یا آئیڈیالوجی بنایا گیا ہے اور اسے زیادہ سے زیادہ سیکولرزم کا رنگ دینے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ لیکن چونکہ مصری عوام کی غالب اکثریت مسلمان ہے اور ان میں جہاں سیاسی اور سماجی بیداری پیدا ہو رہی ہے وہاں اس کے ساتھ ساتھ مذہبی بیداری بھی روبہ ترقی ہے۔ اس لئے صدر ناصر کی عرب سوشلسٹ حکومت مجبور ہے کہ وہ اپنی وزارتِ اوقاف کے دائرہ کار کو بڑھا کر [illegible] سے زیادہ اسلامی لٹریچر شائع ہو۔ بلکہ اس کے ماتحت تبلیغ اسلام کو باقاعدہ شروع کیا گیا ہے پچھلے دنوں ایک خبر آئی تھی کہ جس طرح قاہرہ میں "صوت العرب" کے نام سے ایک ریڈیو سروس ہے۔ اسی طرح وہاں صوت الاسلام کے نام سے ایک ریڈیو سروس شروع کی جا رہی ہے مزید برآں مصر کی اس وزارتِ اوقاف نے براعظم افریقہ میں بڑے وسیع پیمانے پر اشاعتِ اسلام شروع کر رکھی ہے اور یہ یاد رہے کہ مصر کی جامعہ ازہر اور تمام مساجد اور دوسرے دینی شعبے وہاں کی وزارتِ اوقاف کی زیرِ نگرانی ہیں ......

الغرض مسلمان عوام کی سیاسی اور سماجی بیداری اور مسلمان ملکوں میں صنعتی انقلاب کے برپا ہونے اور ان کی معاشی ترقی سے مسلمان عوام کی مذہبی حسیات میں نئی زندگی آئے گی۔ اور ان میں از سرِ نو جذبہ اسلامیت بیدار ہو گا جو لامحالہ قوم کی عملی زندگی میں اپنا اظہار چاہے گا اس اظہار کا ایک موضوع تو خود مذہبی زندگی ہے۔ جو عبادات، عبادت گاہوں کی تعمیر اور مذہبی مدارس کے قیام کی شکل میں عملاً جاری ہی رہتا ہے لیکن سیاسی آزادی، سماجی بیداری اور معاشی ترقی مسلمان عوام کی اسلامیت کو جو بھرپور نئی زندگی عطا کرے گی۔ تو اس میں لازماً بڑی توانائی ہو گی۔ اور وہ اپنے اظہار کے لئے وسیع تر اور جامع تر دوائر چاہے گی۔"

(بصیرت لاہور یکم فروری ۱۹۶۳ء)

ہمیں یقین ہے کہ پاکستان میں بھی آخر مودودی ایسے خیال کے لوگوں کے سیاسی نظریہ کو سخت ناکامی اٹھانی پڑے گی۔ اور اس کی بجائے مسلمانوں میں اسلام کا صحت مندانہ جذبہ ملک و قوم کو صحیح طرز پر اسلام پسند بنانے کے ساتھ ساتھ ملکی ترقی کا بھی باعث ہو گا۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ مسلمانوں کا یہی صحت مندانہ جذبہ ہے جو مودودی صاحب کو دوسری سیاسی پارٹیوں کا وقتاً فوقتاً حاشیہ بردار بننے پر مجبور کرتا رہا ہے۔ چنانچہ پہلے آپ نے احراریوں کی حاشیہ برداری کی اور سخت ناکامی اٹھائی۔ اب قومی متحدہ محاذ یقیناً ان کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہو گا۔

شذرات

شیخ خورشید احمد

بزور شمشیر انقلاب برپا کرنیوالی "پُرامن" جماعت

لاہور کا ایک اخبار لکھتا ہے:-

"جماعت اسلامی ایک پرامن جماعت ہے اس نے نہ کبھی پہلے سول نافرمانی کی ہے اور نہ آئندہ کریگی اسلئے اس کے بارے میں نہ لوگوں کو پہلے کوئی غلط فہمی تھی نہ اب ہے"

(کوہستان ۸ر فروری ۶۳ء)

"کوہستان" کی طرف سے جماعت اسلامی کو "پرامن" ہونے کا سرٹیفکیٹ قابل تعجب نہیں کیونکہ یہ اخبار ان دنوں جماعت اسلامی کی "جماعتی خبروں اور پالیسی کو واضح کرنے کی خدمت" پر ہی مامور ہے (ملاحظہ ہو ایشیاء ۲۶ر جنوری ۱۹۶۳ء) البتہ تعجب اس امر پہ ہے کہ آج وہ جماعت پرامن ہونے کا دعویٰ کر رہی ہے جسکے امیر کا یہ عقیدہ ہے کہ

"بلاشبہ صالحین کی جماعت کو نہ صرف حق حاصل ہے بلکہ ان کے اوپر یہ شرعی فرض ہے کہ وہ طاقت منظم کرکے ملک کے اندر بزور شمشیر انقلاب پیدا کریں اور حکومت پر قبضہ کرلیں" (اسلامی ریاست صہ۳۴۲)

"ہیرا پھیری" کے ماہر

ہفت روزہ چٹان ۲۸ر جنوری ۱۹۶۳ء کے ایک مضمون "مقیاس الحقیقت حقائق کے آئینہ میں" کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو:-

"میں مدت سے بریلوی ذہن کو بڑی اچھی طرح جانتا ہوں یہ لوگ "ہیرا پھیری" کے بڑے ماہر ہیں مصنفین کی عبارات اور احادیث کے الفاظ کو درمیان میں سے اس طرح کاٹ دیتے ہیں جیسے زندہ جانور کے جسم سے چھری لیکر بوٹی کاٹ لی جاتی ہے کہیں عبارت حذف کر جاتے ہیں کہیں پچھلی عبارت ہضم ہو جاتی ہے اور کہیں درمیان میں سے اس طرح عبارت چھوڑ جاتے ہیں کہ بددیانتی کا گمان نہیں ہوتا پھر دجل و فریب کی ہزاروں راہیں ان کے سامنے کھلی ہیں کبھی دعویٰ عام ہوتا ہے تو دلیل خاص اور کبھی دعویٰ خاص ہوتا ہے تو دلیل عام۔ کبھی حقیقت کو مجاز کا رنگ دے لیا جاتا ہے تو کبھی مجاز کو حقیقت بنا دیتے ہیں غرض ہزاروں طرح کے حیلے ہیں جن سے مطلب "برآمد" کیا جاتا ہے"

مندرجہ بالا الفاظ "بریلوی ذہن" پر صادق آتے ہوں یا نہ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ الفاظ اس لٹریچر پر واقعی ایک جامع تبصرہ کا رنگ رکھتے ہیں جو اس وقت تک جماعت احمدیہ کے خلاف شائع ہوا ہے۔

لوگ کیوں عیسائی ہوتے ہیں؟

جماعت اسلامی کے اخبار ایشیا لاہور میں "مسیحیت کی تبلیغ" کے زیر عنوان ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں بڑی حیرت کے ساتھ یہ سوال دریافت کیا گیا ہے کہ

"آج جو مسلمان مرتد ہوکر عیسائی ہو رہے ہیں ان کی اس تبدیلی مذہب کی بنیاد کیا ہے؟--
----- وہ کونسا اصول ہے کہ جس کی بنیاد پر ایک مسلمان اسلام ترک کرکے عیسائیت قبول کرے"

(ایشیاء ۵ر فروری ۶۳ء)

جو لوگ یہ عقیدہ اسلام کی طرف منسوب کرتے ہوں کہ تمام انبیائے کرام میں سے تنہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہی یہ خصوصیت حاصل ہے کہ وہ آج تک آسمان پر زندہ موجود ہیں اگر وہ بھی اس امر پر تعجب کا اظہار کریں کہ لوگ کیوں الوہیت مسیح کے قائل ہو جاتے ہیں تو ہمیں خود ان کی سمجھ پر تعجب ہے!

اپنے آپ پر احسان

حضرت مصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۳۷ء کے جلسہ سالانہ پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا:-

"دوستوں کو چاہیئے کہ وہ حتی الوسع قربانی کرکے بھی اخبار خریدیں یہ ان کا اخبار والوں پر احسان نہیں ہوگا بلکہ اپنے آپ پر احسان ہوگا"۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی روشنی میں احباب اپنا جائزہ لیں۔ کیا وہ الفضل کا روزانہ پرچہ یا خطبہ نمبر منگواتے ہیں۔

(مینیجر الفضل ربوہ)

جماعتِ احمدیہ کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ

تقریر محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس برموقع جلسہ سالانہ ۱۹۶۲ء

(۴)

۳- مولوی ثناء اللہ صاحب خود اس دعائے مباہلہ کو اپنے پرچہ اہلحدیث مورخہ ۲۶- اپریل ۱۹۰۷ء میں درج کرکے اسکے نیچے لکھتے ہیں:-

"میرا مقابلہ تو آپ سے ہے۔ اگر میں مر گیا تو میرے مرنے سے اور لوگوں پر کیا حجت ہو سکتی ہے"۔

پھر لکھا:-

"اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی اور بغیر میری منظوری کے ہی اس کو شائع کر دیا"۔

اور آخر میں لکھا:-

"یہ تحریر (یعنی طریق فیصلہ کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجائے) مجھے منظور نہیں اور نہ ہی کوئی دانا اسے منظور کرسکتا ہے"۔

"تمہاری یہ دعا کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں ہو سکتی"۔

نیز اخبار وطن ۲۶- اپریل ۱۹۰۷ء کے مضمون میں لکھا:-

"کوئی ایسا نشان دکھاؤ جو ہم بھی دیکھ کر عبرت حاصل کریں مرگئے تو کیا دیکھیں گے"۔

پس مولوی صاحب کا یہ لکھنا کہ مجھ سے منظوری لینی چاہیئے تھی اور پھر اس کی نامنظوری کا اعلان کرنا پوری صفائی سے ظاہر کر رہا ہے کہ حضرت اقدس کی تحریر اس بات کی صریح دلیل ہے کہ یہ دعا دعائے مباہلہ تھی اور صرف اُسی وقت موثر ہو سکتی تھی جبکہ مولوی صاحب بھی اس طریق فیصلہ پر کہ سچا جھوٹے کی زندگی میں مرجائے راضی ہو جاتے۔

۴- اسی پرچہ اہلحدیث میں لکھا ہے:-

"مرزائیو تمہارا گروہ اور تم کہا کرتے ہو کہ مرزا صاحب منہاج نبوت پر آئے ہیں۔ کسی نبی نے بھی اس طرح اپنے مخالفوں کو اس طریق سے فیصلہ کرنے کی طرف بلایا ہے"۔

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت اقدس کی تحریر مولوی صاحب کے متعلق ہی فیصلہ کا اعلان کرنے کے لئے نہیں تھی۔ بلکہ مولوی صاحب کو طریق فیصلہ کی طرف بلانے کے لئے تھی مگر انہوں نے اس فیصلہ کی طرف آنے سے انکار کر دیا۔

یہ مولوی صاحب کا خود اپنا اقرار ہے کہ یہ "آخری فیصلہ" کی تحریر ان کے متعلق بطور فیصلہ نہ تھی۔ بلکہ یہ ایک طریق فیصلہ کی طرف انہیں بلانے کے لئے تھی۔ مگر وہ طریق فیصلہ کی طرف نہ آئے۔ اور انہوں نے اس کی طرف آنے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ ان کے لئے اپنے منہ سے مسیلمہ کذاب کا مثیل بننا مقدر تھا۔

۵- یہ دعا بعینہ ان دعاؤں کی طرح تھی جو حضرت اقدس نے "قادیان کے آریہ اور ہم" نام کی کتاب اور "انجام آتھم" وغیرہ میں لکھی ہیں۔ مثلاً "قادیان کے آریہ اور ہم" میں آپ تحریر فرماتے ہیں:-

"یہ پیشگوئیاں بطور نمونہ میں اس وقت پیش کرتا ہوں۔ اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ سب بیان صحیح ہیں۔ اگر میں نے جھوٹ بولا ہے تو خدا مجھ پر اور میرے لڑکوں پر ایک سال کے اندر سزا نازل کرے"۔

اور ایسا ہی شرمپت اور ملاوامل کو بھی بالمقابل قسم کھانے کے لئے بلایا ہے۔ اگر یکطرفہ دعائے مباہلہ کا لکھنا یا یکطرفہ قسم کھا لینا ہی مباہلہ سمجھا جائے تو اس میں ایک سال کی میعاد تھی تو اس سے آپ کا صادق ہونا یقینی طور پر ثابت ہوگیا۔ کیونکہ آپ اس قسم اور دعائے مباہلہ کے بعد کئی سال زندہ رہے لیکن اگر وہ دعا اور قسم مباہلہ نہیں سمجھی گئی تھی اور اس کا اثر جب تک کہ مقابلہ میں دعا کرنے والا کھڑا نہ ہوتا لائق قبول نہیں تھا۔ تو یہاں بھی یہی صورت ہے۔

۶- اس آخری فیصلہ کی تحریر کی اشاعت کے بعد پڑھنے والوں نے اسے دعائے مباہلہ ہی سمجھا۔ چنانچہ محمد حسین صاحب از لاہور چھاؤنی نے زیر عنوان "حکیم محمد الدین امرتسری سے ایک استفسار" الحکم مورخہ ۳۱ر جولائی ۱۹۰۷ء میں لکھا:-

"یاد رکھ کہ مولوی ثناء اللہ کا خدا کے صادق مسیح کے مقابل دعائے مباہلہ کے لئے نہ نکلنا اور بیہودہ حیلے بہانے کرکے ٹالنا اور اپنی شوخیوں سے باز نہ آنا یہی ثابت کرتا ہے کہ اس میں اور

ان میں کچھ فرق نہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں نجران میں رہتے تھے اور کہ جن کو سیدالابرار نے دعائے مباہلہ کے لئے بلایا تھا۔"

۷۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس آخری فیصلہ والی تحریر کی اشاعت کے چند ماہ بعد ایک شخص کے اس سوال پر کہ آپ نے اپنی تصانیف میں لکھا ہے کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاتا ہے حالانکہ مسیلمہ کذاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فوت ہوا تھا۔ فرمایا:۔

"یہ بات کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجاتا ہے یہ بالکل غلط ہے .... ہاں اتنی بات صحیح ہے کہ سچے کے ساتھ جو جھوٹے مباہلہ کرتے ہیں تو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاتے ہیں ... کہاں لکھا ہے کہ بغیر مباہلہ کرنے کے ہی جھوٹے سچے کی زندگی میں تباہ اور ہلاک ہو جاتے ہیں وہ جگہ تو نکالو جہاں یہ لکھا ہے۔"

(الحکم مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۹)

۸۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد خود مولوی ثناء اللہ نے اس آخری فیصلہ کی تحریر کو اشتہار مباہلہ قرار دیا چنانچہ مرقع قادیانی بابت جون ۱۹۰۸ء میں لکھا ہے:۔

"کرشن قادیانی نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو میرے ساتھ مباہلہ کا اشتہار شائع کیا تھا۔"

اسی طرح اپنے اشتہار "مرزا صاحب قادیانی کا انتقال اور اس کا نتیجہ" مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۰۸ء میں لکھا:۔

"ان کی قلم سے ایسا مباہلہ شائع ہوا جو کسی تاویل کو برداشت نہ کر سکا"

اور خود مرتب ٹریکٹ نے اپنے ٹریکٹ کے صفحہ ۵ پر لکھا ہے ——— "کہ مرزا صاحب میدان مباہلہ میں کود ے"

اور مباہلہ تو دو فریق کے ایک دوسرے کے حق میں بد دعا کرنے کا نام ہے لیکن کیا مولوی ثناء اللہ نے بھی بالمقابل کوئی دعا کی ہرگز نہیں اگر وہ بھی دعا کر دیتے اور زندہ رہتے تو اپنے سچے ہونے کا دعویٰ کر سکتے تھے لیکن انھوں نے تو اس طریق فیصلہ کو منظور ہی نہیں کیا اور اس کو غلط قرار دیا۔ ان وجوہ سے ظاہر ہے کہ مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ والی تحریر دعائے مباہلہ پر مشتمل تھی اور اس کو مباہلہ مشہور کرنا قطعاً لغو و باطل ہے مولوی ثناء اللہ اس تحریر کے ذریعے سے فیصلہ کے لئے بلائے گئے تھے مگر انھوں نے اس طریق فیصلہ کو منظور نہ کیا بلکہ اس کو غلط قرار دے کر صاف الفاظ میں لکھ دیا کہ:۔

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باوجود سچا نبی ہونے کے مسیلمہ کذاب سے پہلے انتقال ہوئے اور مسیلمہ باوجود کاذب ہونے کے صادق سے پیچھے مرا۔" (مرقع قادیانی بابت اگست ۱۹۰۷ء صفحہ ۹)

اسی طرح نائب ایڈیٹر اہل حدیث نے اہلحدیث مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۸ء میں قرآنی آیات درج کر کے حاشیہ میں یہ نوٹ دیا تھا:

"قرآن تو کہتا ہے کہ بدکاروں کو خدا تعالےٰ کی طرف سے مہلت ملتی ہے اور خدا تعالیٰ جھوٹے دغا باز مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کریں۔"

اور نائب ایڈیٹر کے اس نوٹ کی تصدیق مولوی ثناء اللہ صاحب نے اہلحدیث مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۰۸ء میں کر دی تھی۔

پس حضرت اقدس کی طرف سے مولوی صاحب کو مباہلہ کے لئے بلانے والی تحریر یعنی دعائے مباہلہ کے جواب میں مولوی ثناء اللہ صاحب کی طرف سے مندرجہ بالا تحریروں کی اشاعت کے بعد اگر حضرت اقدس کی زندگی میں مولوی صاحب فوت ہو جاتے تو ان کے ہم نواجن میں سے ایک مرتب ٹریکٹ بھی ہیں یہ نہ کہتے کہ ہمارے مولوی صاحب چونکہ صادق تھے اس لئے فوت ہو گئے اور ان کا مقابل نعوذ باللہ مثیل مسیلمہ تھا اس لئے زندہ رہا مگر اللہ تعالیٰ نے مولوی صاحب کو مہلت دے کر ان کی مماثلت مسیلمہ کذاب سے ثابت کر دی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو وفات دے کر آپ کی مماثلت آپ کے آقا و مولا سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اب کسی کا یہ کہنا کہ مولوی ثناء اللہ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بالمقابل زندہ رہنا ان کے صادق ہونے کی اور آپ کا ان کی زندگی میں وفات پا جانا نعوذ باللہ آپ کے کاذب ہونے کی دلیل ہے بالکل لغو اور باطل ہے

یہ تو تھی مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ کی حقیقت مگر ایک آخری فیصلہ ان کے متعلق شائع ہوا تھا اللہ تعالےٰ نے ان کی حسب خواہش انہیں مہلت دی اور انھوں نے ایک لمبی زندگی پائی یہاں تک کہ ان کے ہم خیال و ہم مذہب علمائے اہلحدیث نے ان کے متعلق ایک آخری فیصلہ صادر کیا۔ اہلحدیث نے ان کے متعلق ایک آخری فیصلہ صادر کیا جو "فیصلہ مکہ" اور مولوی ثناء اللہ صاحب اور ان کی تفسیر کے متعلق آخری فیصلہ" کے نام سے مشہور ہے اس فیصلہ میں مکہ مکرمہ و نجد کے علمائے اہلحدیث نے ان سے متعلق ایک آخری فیصلہ صادر کیا چنانچہ ریاض دارالخلافہ مملکت نجد کے قاضی شیخ محمد عبداللطیف آل شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نے لکھا:۔

"نہ تو مولوی ثناء اللہ سے علم حاصل کرنا جائز ہے نہ اس کی اقتداء جائز ہے اور نہ اس کی امامت صحیح ہے اس کے کافر و مرتد ہونے میں کوئی شک نہیں پس اس سے بچنا اور کنارہ کشی اختیار کرنا واجب ہے۔"

[فیصلہ مکہ مطبوعہ آفتاب برقی پریس امرتسر ناشر عبدالعزیز سیکرٹری جمعیۃ مرکزیہ اہلحدیث ہند۔ لاہور صفحہ ۱۶-۱۷]

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ" کی تحریر میں دعائے مباہلہ لکھی اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے بالمقابل ایسی دعائے مباہلہ کرنے سے گریز کیا اور اپنی پیش کردہ مسیلمہ کذاب کی مثال کے مطابق زندہ رہے اور صادق وفات پا گیا اور دوسرا آخری فیصلہ مولوی ثناء اللہ کے ساتھ نہیں بلکہ ان سے متعلق تھا اور یہ "آخری فیصلہ" ان کے ہم مذہب علمائے اہل حدیث مکہ و نجد کی طرف سے تھا کہ وہ کافر و مرتد ہیں اور ان کی امامت جائز نہیں اور ان سے اور ان کی حمایت کرنے والوں سے کنارہ کشی لازم ہے اس سے زیادہ دلیل ان کی ناکامی کی اور کیا ہو سکتی ہے کہ ان کے ہم مذہب علماء نے بھی انھیں کافر و مرتد قرار دیا۔

مرتب ٹریکٹ کی جہالت

مرتب ٹریکٹ کی ناواقفیت اور جہالت کا یہ عالم ہے کہ وہ اس ٹریکٹ میں "مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ" کی تحریر کو جو ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو لکھی گئی "سبز اشتہار" کے نام سے موسوم کرتا ہے جس میں مصلح موعود کی پیشگوئی کا ذکر ہے اور جو ۱۸۸۸ء میں شائع ہوا تھا چنانچہ لکھتا ہے

"مرزائی دوست اس سبز اشتہار کے متعلق اکثر کہا کرتے ہیں"

پھر اس نے اس ٹریکٹ میں ایک اور صریح کذب بیانی یہ کی ہے کہ احمدیوں کی طرف منسوب کر کے لکھا ہے کہ وہ مناظرات میں کہتے ہیں کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب توبہ کر لیں گے تو ان پر عذاب نازل نہ ہوگا

"لہذا مولوی ثناء اللہ صاحب خوف سے تائب ہو گئے اور ہلاکت سے بچے رہے۔"

(ٹریکٹ آخری خدائی فیصلہ صفحہ ۳)

حالانکہ یہ بات ہماری طرف سے مناظرات میں کبھی پیش نہیں کی گئی یہ مرتب ٹریکٹ کے اپنے دماغ کی اختراع ہے جو اس کے اسلامی جماعت میں سے ہونے کی ایک علامت ہے مرتب نے اپنی اس من گھڑت بات کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ایک اور کذب بیانی کی ہے جو منطقی لحاظ سے ضروری تھی اس نے خیال کیا کہ جب احمدیوں کی طرف سے یہ بات غلط طور پر منسوب کی ہے تو مولوی ثناء اللہ کی طرف سے بھی اس کا کوئی جواب بنانا چاہیئے تو اس نے یہ جواب گھڑا کہ مولوی ثناء اللہ قادیانیوں کو بار بار للکارتے رہے

"اگر تم سچے ہو تو میرا توبہ نامہ بر سر اجلاس پیش کرو۔"

(ایضاً صفحہ ۶)

میں نے خود اس موضوع پر مولوی ثناء اللہ صاحب سے مناظرات کئے ہیں اور ان کے جواب میں اس موضوع پر کئی مضامین بھی لکھے ہیں مگر نہ تو کبھی احمدیوں نے ان سے یہ کہا کہ آپ نے توبہ کر لی اس لئے عذاب سے بچ رہے اور نہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے کبھی بذریعہ تحریر یا تقریر یہ مطالبہ کیا کہ میرا توبہ نامہ پیش کرو ایسے صریح جھوٹ بولنے کی جسارت تو اسلامی جماعت کے صالحین یا ان کے ہمنواؤں کے سوا اور کسی سے کہاں ہو سکتی ہے۔"

(باقی)

درخواست ہائے دعا

میرے والد چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب اوورسیر ریٹائرڈ (سابقہ موضع و بجوال تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور) حال خوشاب دو تین ماہ سے دل کے عارضہ میں مبتلا ہیں بزرگان سلسلہ اور درویشان سے خاص طور پر دعا کی درخواست ہے (منیر احمد)

۲۔ خواجہ عبدالکریم صاحب کیفے فردوس ربوہ والے ایک سال سے زائد عرصہ سے دماغی عارضہ سے بیمار ہیں احباب سے کامل شفا پانے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (خاکسار خواجہ محمد عبداللہ راولپنڈی)

تقریب نکاح و رخصتانہ

مورخہ ۷ جنوری ۱۹۶۳ء کو عزیزم چوہدری حامد رشید ابن چوہدری ہارون رشید صاحب حافظ آباد کا نکاح ارشاد بیگم صاحبہ بنت چوہدری محمد حیات صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ مدرسہ چٹھہ کے ساتھ قرار پایا برات حافظ آباد سے مدرسہ چٹھہ موٹروں اور بسوں کے ذریعہ روانہ ہوئی اور اسی دن شام کو حافظ آباد واپس ہو گئی۔ مرکز کی طرف سے مکرم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب مکرم ہمایوں صفدر صاحب ایس ڈی او اور مکرم غلام باری صاحب سیف شامل ہوئے

علاقہ کے معززین میں سے مجسٹریٹ صاحب پولیس افسران چوہدری نذیر احمد صاحب تارڑ صدر یونین کونسل حافظ آباد متعدد چیئرمین یونین ہائے کونسل نے شمولیت فرمائی۔

مکرم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے احباب علاقہ کی درخواست پر احباب سے خطاب فرمایا اور کھانے کے بعد پھر غیر از جماعت معززین کی درخواست پر آپ نے دوبارہ احباب سے خطاب فرمایا آپ کے خطاب کے بعد صدر صاحب نے حاضرین سے کہا کہ کیا ہی اچھا ہو اگر ہم بھی اپنی شادیوں کو اس طور شریعت کے مطابق دینی طور پر سرانجام دیں۔

نکاح مکرم مولانا غلام باری صاحب سیف نے دو ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا احباب دعا فرما دیں کہ اللہ تعالےٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے بابرکت فرمائے اس موقعہ پر دولہا نے بارہ صد (۱۲۰۰) روپیہ صاحبہ کے لئے جیب دیا ہے۔ مکرم چوہدری ہارون رشید صاحب نے اس خوشی کی تقریب میں ایک ہزار روپیہ کالج کو بھی عطیہ دیا ہے۔ والسلام

(غلام مرتضیٰ دلیل القانون)

معاصرین سے:۔

سیاست تیرا ستیاناس

"ایسی کسی تحریک یا تنظیم سے جماعت اسلامی کا اشتراک بہت مشکل ہے جس سے جماعت اسلامی کو نظریاتی اختلاف ہو۔"

یہ الفاظ ہیں جناب پروفیسر اعظم جنرل سکرٹری جماعت اسلامی مشرقی پاکستان کے جو انہوں نے ایک جلسہ عام میں کہے جب ان سے سوال کیا گیا کہ قومی جمہوری محاذ کے متعلق جماعت اسلامی کی پالیسی کیا ہے؟ پروفیسر اعظم صاحب کے اس جواب پر ان کی توجہ اس جانب مبذول کی گئی کہ "مولانا مودودی تو عوامی محاذ سے اتحاد پر آمادگی ظاہر کر چکے ہیں؟"

تو پروفیسر اعظم صاحب نے فرمایا کہ وہ جس عوامی جمہوری محاذ سے تعاون پر آمادگی ظاہر کر رہے ہیں وہ محاذ تو صوبائی کنونشنوں اور اس کے بعد مرکزی کنونشن کے ذریعہ وجود میں آئے گا مسٹر سہروردی کا جمہوری محاذ وہ محاذ نہیں جس کی تشکیل پہلے پیش نظر رہی ہے۔

یہ رپورٹ تو شائع ہوئی ہے ۲۳ر جنوری کے کوہستان اور بعض دوسرے اخبارات میں جس میں واضح طور پر فرمایا گیا ہے کہ جماعت اسلامی سہروردی کے محاذ میں شرکت کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی اس لئے کہ جماعت اسلامی ایک اصولی جماعت ہے اور اس کے لئے ممکن نہیں کہ وہ ایسے محاذ میں شریک ہو جائے جس سے جماعت اسلامی کو نظریاتی اختلاف ہو اور یہ بھی کہ جس محاذ سے جماعت اسلامی کو نظریاتی اختلاف ہے وہ وہی ہے جس کے داعی مسٹر سہروردی ہیں اس محاذ کی تشکیل پہلے پیش نظر تھی مگر اب اس کی جگہ کوئی اور محاذ پیش نظر ہے

لیکن یہ محاذ کونسا ہو سکتا ہے ایک ہی ہے اور وہ ہے مولانا مودودی، چوہدری محمد علی اور خواجہ ناظم الدین یا بالفاظ دیگر جماعت اسلامی کونسل مسلم لیگ اور نظام اسلام پارٹی کا محاذ۔ مگر یہ بات نہیں ہے یہ محاذ وہی ہے جس کے داعی اوّل جناب سہروردی صاحب ہیں اور مشرقی پاکستان کے "نورتن" اس کے حامی و علمبردار ہیں۔ جماعت اسلامی کے نقیب۔ ایشیا نے اپنی اشاعت مورخہ ۲۸ر اکتوبر ۶۲ء میں "لاہور میں قومی محاذ" کی تعمیر کے لئے گفت و شنید کی ڈائری "کے دو سرخے عنوان کے تحت وہ تفصیلات شائع کی ہیں بقول ایڈیٹر ایشیا اس تفصیل سے "مسئلہ پوری طرح واضح ہو جائے گا اور معلوم ہو سکے گا کہ اس گاڑی کا رخ صحیح سمت کی طرف موڑنے کے لئے مولانا مودودی نے کس قدر اہم کردار ادا کیا ہے۔"

اس تفصیل میں بتایا گیا ہے کہ جس قدر بھی اندیشے ہو سکتے تھے ان پر غور کر لیا گیا مثلاً:۔

مولانا مودودی سے پوچھا گیا کہ کہیں اس امر کا احتمال تو نہیں کہ ایک خاص جماعت متحدہ محاذ کو سیاسی اقتدار حاصل کرنے کا ذریعہ بنالے اور اپنا مقصد پورا ہوتے ہی دوسری جماعتوں کو

پامال کردے انھوں نے جواب دیا کہ ہم کچی گولیاں نہیں کھیلے ہیں ہمارا تعاون ان جماعتوں کو حاصل رہے گا جو جمہوریت کے لئے سرگرم عمل ہیں اور اس کے ساتھ ہی اسلام کی راہ میں کوئی مزاحمت نہیں کرتیں اگر اس ہم سفری میں کوئی ہمیں چھوڑ جائے گا تو اس کی اپنی سیاسی پوزیشن خراب ہوگی ہمارا کچھ نہیں بگڑے گا"

اس اجتماع میں جماعت اسلامی کے امیر نے ان چھ اصولوں پر زور دیا کہ جو ان کے تجزیہ کے مطابق پاکستان کی بنیادی قدریں، اسلام اور جمہوریت کو پامال نہیں ہونے دیں گے"

یہ اختلاف بھی رونما ہوا بعض حضرات جمہوریت کے ساتھ اسلام کو گوارا نہیں کرتے ہے ایشیا لکھتا ہے:۔

"طویل مذاکرات کے باوجود مغربی پاکستان میں قومی محاذ کی تشکیل کی صورت ابھی واضح طور پر پُرامید نہیں ہو سکی شرکاء میں سے بعض اسلام اور جمہوریت کو ایک ساتھ اپنا لینے سے گریز کر رہے ہیں!"

یہ بھی ہوا کہ "امیر جماعت اسلامی نے بنیادی اصول کے طور پر یہ بات پیش کی ہے کہ آئین جمہوری ہونے کے ساتھ اسلامی بھی ہونا چاہیے اگر محض پرانی طرز کی جمہوریت کی بحالی پر اکتفا کر لیا گیا تو ساری خرابیاں عود کر آئیں گی!"

"ان تمام مراحل کے بعد اس اجتماع کے آخری اجلاس میں یہ فیصلہ کر لیا گیا کہ قومی محاذ کی تشکیل کے لئے وسیع تر بنیادوں پر ایک کنونشن بلایا جائے اس بارے میں ایک سمجھوتہ پر آج مشرقی اور مغربی پاکستان کے راہنماؤں نے دستخط کر دیئے معاہدہ کی شرائط کو خفیہ رکھا گیا ہے سید ابوالاعلیٰ مودودی کی جانب سے مذاکرات میں جو موقف پیش کیا گیا اس کے پیش نظر مشرقی پاکستان کے راہنما ملکی آئین کی تنسیخ کا نعرہ نہ لگائیں گے اس کے علاوہ جب تک کنونشن میں فیصلے نہیں کئے جاتے قومی محاذ کے قائدین کوئی تحریک نہیں چلائیں گے مکمل جمہوریت قائم کرنے کے لئے طریق کار کی تفصیلات کراچی کنونشن میں طے پائیں گی،

مولانا مودودی نے اخبار نویسوں سے کہا کہ میں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے اب مجھے کراچی کنونشن میں جانے کی ضرورت نہیں

بنیادی اصول طے پا چکے ہیں جو اس سے انحراف کرے گا اپنا گڑھا اپنے ہاتھوں کھودے گا" اور بقول ایشیا کے آخری فیصلہ یہ ہوا:۔

"ان مذاکرات کے آخر میں جس مسودہ قرارداد پر تمام لوگوں کا اتفاق ہوا اور انھوں نے اس پر دستخط کئے اس کا حسب ذیل ہے اس سے معلوم ہوگا ــــ کہ ان مذاکرات میں متحدہ محاذ قائم نہیں ہوا تھا بلکہ اس کی ضرورت تسلیم کی گئی تھی اور آخری فیصلہ کنونشن پر چھوڑ دیا گیا تھا۔

پاکستان اپنے عوام کا ملک ہے یہ کسی خاص شخص گروہ یا جماعت کی ملکیت نہیں اور کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس کے عوام کو آزادی اور ریاست کے اقتدار اعلیٰ کے جمہوری حقوق کے استعمال سے محروم کرے

ہم زیر دستخطی آپس میں باہم مشورت کے بعد قوم کے پیش آمدہ مسائل پر غور کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ایک قومی متحاد محاذ کی تشکیل کی جائے جو مکمل آزادی اور جمہوری (واضح رہے یہ متفقہ اعلان بحث وتمحیص کے بعد مرتب ہوا اور اس "اسلامی" کا کوئی لفظ موجود نہیں اور مولانا مودودی صاحب اس پر دستخط فرما چکے ہیں) دستور کے منسلکہ بالا حقوق کے تحفظ کے لئے جدوجہد کرے جس میں عوام کی مرضی کو برتری اور فوقیت حاصل ہوگی ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تمام آزادی پسند عناصر اور جماعتوں کی ایک کنونشن بلائی جائے جس میں مذکورۃ الصدر مقاصد کے حصول کے لئے غور و فکر کیا جائے"

(ایشیا)

اسی سہروردی محاذ کے سلسلے میں مولٰنا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب سے ان کے ہفت روزہ درس قرآن کے بعد ان سے سوال کیا گیا تھا کہ آپ سہروردی ایسے گھاگ کے محاذ میں شریک ہو رہے ہیں ایسا نہ ہو جائے دلیا نہ ہو جائے تو مولانا نے ناراض ہو کر فرمایا تھا کہ کیا میں نے بال دھوپ میں سفید کر لئے ہیں جو ان کے پھندے میں آجاؤں گا ــــ اور پھر یہ بات بھی سبھی کو معلوم ہے کہ اسی سہروردی کے جمہوری محاذ میں شریک ہونے کے مسئلہ پر جماعت میں اختلاف رونما ہوا اور جماعت اسلامی کے واحد رکن مغربی اسمبلی چوہدری خورشید احمد صاحب جماعت ہی سے مستعفی ہو گئے اور مولانا مودودی صاحب نے مرکزی مجلس شوریٰ اور مجلس عاملہ سے اپنے موقف کی تائید کرانا ضروری محسوس کی

اور آخری اطلاع یہ ہے کہ کل سے کراچی میں وہ موعود کنونشن ہو رہا ہے جس کا ذکر اس آخری فیصلے میں ہوا تھا، یہ کنونشن سہروردی صاحب ہی کے مکان پر ہو رہا ہے اور اس میں جماعت اسلامی کی نمائندگی جماعت کے امور خارجہ کے ... چوہدری غلام محمد صاحب رکن مرکزی مجلس شوریٰ اور جماعت کے جنرل سیکرٹری جناب طفیل محمد صاحب شریک ہو رہے ہیں اس کے بعد محترم پروفیسر غلام اعظم صاحب کا یہ ارشاد کہ یہ مسٹر سہروردی کا جمہوری محاذ وہ نہیں جس کی تشکیل پہلے پیش نظر رہی ہے" اس کا مدعا تو یہ ہے کہ جماعت رائے عامہ اور خود اپنے اندرونی حلقے کے بعض عناصر کی مخالفت کے باعث یہ طے کر چکی ہے کہ اس محاذ میں شرکت نہیں کرے گی اور ابھی اندرون خانہ فیصلے کا اعلان سادگی سے پروفیسر صاحب نے کر دیا ہے اور اب نمائندگان جماعت محض اس لئے کنونشن میں شریک ہوئے ہیں کہ کوئی "معقول" بہانہ ہاتھ لگے تو وہ علیحدگی کا اعلان کر دیں اور یا یہ ہے کہ جماعت اسلامی ہے تو اس مسئلے پر انتشار کا شکار مگر وہ اسے مان نہیں رہی ہے ــــ رہا مستقبل تو ہماری رائے یہ ہے کہ اولاً تو جماعت کراچی کنونشن ہی کے موقع پر کسی بات سے اختلاف کر کے محاذ سے الگ ہو جائیگی (اور یہ اس کے لئے بدرجہا بہتر ہوگا)

دگرنہ اس محاذ میں شریک ہو جائے گی اور تحفظ ختم نبوت کی مجلس عمل میں شرکت کی طرح یہ ایک قیم دلانہ اور مبنی بر مصلحت دوسرا اقدام ہوگا اور جماعت کے لئے اندرونی و بیرونی دونوں حلقوں میں پریشانی اور ..... کا باعث ہوگا
بہر دو صورت کہنا پڑے گا
سیاست تیرا ستیاناس!
جو تیرے ہو جاتے ہیں تو ان کو کہیں کا نہیں چھوڑتی

(ہفت روزہ المنبر لائل پور یکم و ۸ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ)

نوٹ: مندرجہ بالا مضمون شائع ہونے کے بعد اخبارات میں خبر شائع ہوئی کہ:۔

"کراچی ۲۹ر جنوری۔ مجوزہ قومی جمہوری محاذ کے تین روزہ مذاکرات کے اختتام پر دس ارکان کی ایک کمیٹی مقرر کی گئی ہے جو ملک کے تمام جمہوری عناصر میں تعاون اور رابطہ کے قیام کے امکانات کا جائزہ لے گی اس کمیٹی میں قیم جماعت اسلامی میاں طفیل محمد امیر جماعت اسلامی کراچی چوہدری غلام محمد کونسل مسلم لیگ کے لیڈر زیڈ ایچ لاری چوہدری محمد حسین چٹھہ عوامی لیگ کے نوابزادہ نصر اللہ خاں خواجہ محمد رفیق۔ نیشنل عوامی پارٹی کے میاں محمود علی قصوری خان عبدالولی خان اور ری پبلکن پارٹی کے سردار عبدالرشید اور میجر سید مبارک علی شاہ شامل ہیں اس کمیٹی میں ہر سیاسی جماعت اپنے مزید تین ارکان نامزد کر سکتی ہے"

(کوہستان ۳۰ر جنوری ۶۳ء)

درخواست دعا

خاکسار کی امی جان اہلیہ چوہدری اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ گارڈ عرصے سے بیمار چلی آرہی ہیں احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے۔ (عطاء اللہ کراچی)

وصایا

ضروری نوٹ:- (۱) مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جارہی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں (۲) ان وصایا کو جو نمبر دئے گئے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں ہیں۔ بلکہ یہ مسل نمبر ہیں۔ وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دئے جائیں گے۔ (۳) وصیت کی منظوری تک وصیت کنندہ اگر چاہے تو اس عرصہ میں چندہ عام ادا کرتا ہے مگر بہتر یہی ہے کہ وہ معہ آمد ادا کرے کیونکہ وہ وصیت کی نیت کر چکا ہے۔

وصیت کنندگان۔ سیکرٹری صاحبان مال اور سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ کرلیں۔

(اسسٹنٹ سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل نمبر ۱۶۹۵۰:- میں سکندر خاں صاحب ولد امام علی خاں مرحوم قوم گوجر پیشہ تجارت عمر قریباً ۵۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۶ء ساکن دار الرحمت شرقی ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۱۲/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد غیر منقولہ اس وقت مکان خام واقع پلاٹ ۳۲/۲۲ دار الرحمت شرقی کا ۱/۵ حصہ ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اس کی قیمت اندازاً مبلغ چار صد روپے ہے میں اس حصہ جائیداد کا ۱/۱۰ اپنی زندگی میں ادا کرنے کی کوشش کروں گا۔ اگر اپنی زندگی میں معہ جائداد مذکورہ ادا نہ کر سکوں تو صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو میرے ورثاء سے اس حصہ ۱/۱۰ کی وصولی کا حق ہوگا (۲) میرا گذارہ معمولی تجارت پہ ہے جس کی آمد تقریباً -/۳۰۰ روپے ماہانہ ہے۔ میں اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ باقاعدہ ادا کرتا رہوں گا اگر اس آمد میں کمی وبیشی ہوتی رہی تو سیکرٹری صاحب مقبرہ بہشتی کو اطلاع کردوں گا اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے (۳) میری وفات کے وقت اگر کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ اس کے علاوہ ثابت ہو تو اس پہ بھی یہ وصیت حاوی ہوگی اور صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو میرے ورثاء سے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصولی کا حق ہوگا۔ العبد:- سکندر خان

گواہ شد:- حبیب اللہ خان ایم ایس سی لیکچرار تعلیم الاسلام کالج ربوہ

گواہ شد:- علی محمد طاہر ولد سکندر خان دار الرحمت شرقی پسر موصی۔

مسل نمبر ۱۶۹۵۱:- میں نصیبن زوجہ سکندر خان قوم گوجر پیشہ خانہ داری عمر تقریباً پچاس سال تاریخ بیعت ۱۹۳۶ء ساکن دار الصدر شرقی ربوہ ڈاکخانہ خاص ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۱۲/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد غیر منقولہ ایک مکان خام واقع پلاٹ ۳۲/۲۲ دار الرحمت شرقی ربوہ کا ۱/۵ حصہ ہے جس کی قیمت اندازاً چار سو روپے ہے میں اس کے ۱/۱۰ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اور اس حصہ وصیت کو اپنی زندگی میں ادا نہ کر سکوں تو صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو میرے ورثاء سے اس حصہ کی وصولی کا حق ہوگا میرا حق مہر -/۳۲ روپے تھا جو عرصہ سے وصول کرکے خرچ کر چکی ہوں۔ ۲۔ میری جائیداد منقولہ بالیاں طلائی دو عدد رنگ ایک عدد دونوں کا مجموعی وزن ایک تولہ ایک ماشہ ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی ہوں اگر میں اس کا ۱/۱۰ حصہ ادا نہ کر سکوں تو بوقت وفات میرے ورثاء سے اس کی وصولی کا صدر انجمن احمدیہ کو حق ہوگا۔ اگر کوئی آمدنی کا ذریعہ پیدا ہو جائے تو اس کا ۱/۱۰ حصہ بھی صدر انجمن احمدیہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ اس وقت کوئی آمدنی نہیں ہے ۳۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے اگر بوقت وفات کوئی جائداد ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔

الامۃ:- نشان انگوٹھا نصیبن زوجہ سکندر خان دار الرحمت شرقی ربوہ۔ گواہ شد:- سکندر خان خاوند موصیہ دار الرحمت شرقی ربوہ مکان ۳۲ بلاک نمبر ۲۲۔ گواہ شد:- علی محمد طاہر ولد سکندر خان مکان ۳۲ بلاک ۲۲۔ دار الرحمت شرقی ربوہ۔

مسل نمبر ۱۶۹۵۲:- میں خالدہ امینہ بنت منشی عطاء اللہ صاحب مرحوم قوم بھٹی پیشہ طالب علمی عمر اٹھارہ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن لاہور حال مقیم ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷ جولائی ۱۹۶۲ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ مجھے صرف مبلغ پانچ روپے جیب خرچ ملتا ہے۔ میں اپنی اس ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد یا کوئی آمد اسکے بعد پیدا کروں گی تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ المرقوم تاریخ سترہ ماہ جولائی ۱۹۶۲ء۔ الامۃ خالدہ امینہ متعلمہ جامعہ نصرت فاروبلین ربوہ مقیم محلہ دار الرحمت وسطی ربوہ ضلع جھنگ گواہ شد قاضی محمد رشید موصی ۱۵۳۵ ماموں موصیہ ساکن ربوہ محلہ دار الرحمت وسطی ۱۷/۷/۶۲۔ گواہ شد عطاء المجیب راشد ابن مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری محلہ دار الرحمت وسطی ربوہ۔ موصی نمبر ۱۶۲۵۰

مسل نمبر ۱۶۹۵۳:- میں زینب بی بی زوجہ چوہدری پیر بخش صاحب قوم ارائیں پیشہ خانہ داری عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۵ء ساکن ماموں کانجن ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷/۱۱/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر مبلغ -/۳۲ روپیہ جو کہ خاوند سے وصول کر چکی ہوں زیور طلائی ایک تولہ ڈنڈیاں ایک جوڑی مالیت مبلغ -/۱۳۰ روپے ۲۔ زیور نقرہ پازیب زیری کا میزان چالیس تولے قیمت -/۷۰ روپے، نقد روپیہ جو میرے پاس ہے -/۲۰۰ کل میزان -/۴۳۲ روپیہ جو میری ملکیت ہے میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ بمد حصہ جائیداد داخل کروں یا جائیداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالے کرکے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ جائداد وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ اس جائداد کے علاوہ میری کوئی آمد نہیں اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی اور ذریعہ پیدا ہو جائے تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ الراقم الحروف سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا ۲۷/۱۱/۶۲

الامۃ زینب بی بی زوجہ پیر بخش صاحب چوہدری ماموں کانجن ضلع لائلپور۔ گواہ شد مشتاق احمد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ منڈی ماموں کانجن ضلع لائلپور۔ گواہ شد غلام ولد پیر بخش منڈی جماعت احمدیہ منڈی ماموں کانجن ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور۔

مسل نمبر ۱۶۹۵۴:- میں رفیعہ بیگم زوجہ مرزا سلام اللہ قادیانی قوم مغل برلاس پیشہ خانہ داری عمر ۵۵ سال تقریباً تاریخ بیعت ۱۹۱۸ء ساکن قادیان حال چنیوٹ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰/۱۲/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہیں میری ماہوار آمد کوئی نہیں۔ میری موجودہ منقولہ جائداد حسب ذیل ہے۔ جو میری ملکیت ہے میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد حصہ جائداد داخل کروں یا جائداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ جائداد وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی اور ذریعہ پیدا ہو جائے تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ میری جائداد حسب ذیل ہے۔ ۱۔ مہر بذمہ خاوند مبلغ دو صد روپیہ صرف۔ ۲۔ دو عدد طلائی بالیاں قیمتی ڈیڑھ صد روپیہ صرف۔ کل قیمت جائداد -/۳۵۰ روپے۔ الامۃ نشان انگوٹھا رفیعہ بیگم زوجہ محترم مرزا سلام اللہ قادیانی حال چنیوٹ ضلع جھنگ مغربی پاکستان گواہ شد مرزا سلام اللہ عفی عنہ ۳۰/۱۲/۶۲۔ گواہ شد مرزا برکت علی احمدی ۳۰/۱۲/۶۲۔

مسل نمبر ۱۶۹۵۵:- میں سلامت بی بی زوجہ محمد الدین صاحب قوم گوجر پیشہ خانہ داری عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن ۷۶ گ ب ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۱۲/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ ۱۔ حق مہر مبلغ اڑھائی صد روپیہ جو بذمہ خاوند ہے۔ ۲۔ زیور طلائی ایک جوڑی کانٹے وزن ۱ تولہ مالیتی یک صد تیس روپیہ۔ ۳۔ ایک جوڑی ڈنڈیاں طلائی وزنی ۱ تولہ مالیتی یک صد تیس روپیہ ۴۔ ایک عدد انام طلائی وزنی ۱ تولہ مالیتی یک صد تیس روپیہ ۵۔ ایک عدد انگوٹھی طلائی وزنی ۳ ماشہ مالیتی -/۲۸/۰ ۶۔ پڑیال اجوڑہ نقرہ وزنی ۱۰ تولہ -/۲۵ روپیہ۔ ۵۔ ایک عدد انگوٹھی طلائی وزنی ۳ ماشہ مالیتی -/۲۸/۰ ۶۔ پڑیال اجوڑہ نقرہ وزنی ۱۱ تولہ -/۱۵/۰ ۔ مار کڑے نقرہ چاندی وزنی ۵ تولہ مالیتی کل میزان معہ حق مہر مبلغ -/۶۹۳/۸ جو میری ملکیت ہے میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد حصہ جائداد داخل کردوں یا جائداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی ذریعہ اور پیدا ہو جائے تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی تو اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔ بخط راقم الحروف محمد الدین خاوند موصیہ چک ۷۶ گ ب سنت پورہ ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور۔ الامۃ سلامت بی بی زوجہ محمد الدین نشان انگوٹھا۔ گواہ شد محمد لقمان ولد چوہدری... صدر جماعت احمدیہ چک ۷۶ گ ب ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور۔ گواہ شد سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا حال چک ۷۶ گ ب سنت پورہ

پاکستان نے کشمیر کی تقسیم کا بھارتی منصوبہ مسترد کر دیا

ہم استصواب کے مطالبہ سے ہرگز دستبردار نہیں ہوں گے (بھٹو)

کراچی ۱۱ / فروری۔ مسئلہ کشمیر کے تصفیہ کے لئے پاکستان اور بھارت میں مذاکرات کا تیسرا دور بھی ناکام ثابت ہوا۔ پاکستان نے کشمیر کو تقسیم کرنے کی بھارتی تجویز مسترد کر دی ہے۔ مسٹر بھٹو نے کہا کہ خواہ کسی بھی تجویز پر غور کیا جائے پاکستان کشمیر میں استصواب کے موقف سے ہرگز نہیں ہٹے گا۔ کراچی کانفرنس کے نتائج کے بارے میں آج صبح ایک مشترکہ اعلان جاری کیا جائے گا۔ وزیر خارجہ نے بتایا ہے کہ پاکستان مذاکرات کے چوتھے دور پر صرف اسی وقت آمادہ ہوگا جب مسئلہ کشمیر کے تصفیہ کے آثار موجود ہوں۔ اس امر کا بھی امکان ہے کہ دونوں ملکوں میں مذاکرات کا سلسلہ منقطع ہو جائے کیونکہ بھارت نے جو متبادل تجاویز پیش کی ہیں وہ پاکستان کی توقعات سے بہت کم ہیں۔

سفارتی مبصرین کے مطابق بھارت نے تقسیم کشمیر کی جو تجویز پیش کی ہے اس کے مطابق پاکستان کو موجودہ خط متارکہ جنگ کے علاقہ سے زیادہ کچھ نہیں ملے گا۔ پاکستان نے یہ تجویز مسترد کرتے ہوئے بھارت سے کہا ہے کہ اس سلسلہ میں زیادہ حقیقت پسندی کی ضرورت ہے کیونکہ موجودہ تجویز پاکستان کے بنیادی مفادات کا تحفظ نہیں کرتی ہے۔ پاکستان اور بھارت میں وزارتی سطح کے مذاکرات کے تیسرے روز کل دونوں وفود کے الگ الگ اجلاس ہوئے۔ رات گئے مسٹر بھٹو اور سردار سورن سنگھ میں بات چیت بھی ہوئی۔ ایک بجے سہ پہر سردار سورن سنگھ نے مسٹر بھٹو سے ملاقات کی۔ شام کے وقت دونوں لیڈروں میں پھر ڈیڑھ گھنٹہ تک بات چیت ہوئی لیکن مذاکرات میں تعطل ختم نہ ہو سکا۔

مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے کل شام اخبار نویسوں کو بتایا کہ مذاکرات کی راہ میں دشواریاں پیدا ہو گئی ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی ایسا سنگین بحران پیدا ہو گیا ہے جس کے نتیجہ میں مذاکرات ٹوٹنے کا احتمال ہو۔ آپ نے کہا بھارت نے مسئلہ کشمیر کے تصفیہ کے لئے استصواب کی متبادل جو تجویز پیش کی بھارتی وفد کے لیڈر نے اسکی وضاحت کی تھی۔ مسٹر بھٹو سے دریافت کیا گیا کہ کیا بھارتی تجویز پاکستان کے تین بنیادی اصولوں کو پورا کرتی ہے تو آپ نے کہا کہ سیاسی حل کے متعلق بھارت کا زاویہ نگاہ بالکل مختلف ہے وزیر خارجہ سے دریافت کیا گیا کہ پاکستان کو کشمیر کی تقسیم کی تجویز پر کیا اعتراضات ہیں تو آپ نے جواب دیا یہ تجویز ہمارے مقصد کی تکمیل نہیں کرتی ہے۔ آپ نے ایک اور سوال کے جواب میں کہا کہ مذاکرات کے چوتھے دور کے امکان کو خارج از بحث نہیں کیا جا سکتا۔ اگر چوتھے دور کا فیصلہ کیا گیا تو دونوں ملکوں کی اسمبلیوں کے اجلاس اس میں حارج نہیں ہو سکیں گے کیونکہ اس وقت دونوں ملکوں کو درپیش سب سے اہم مسئلہ کشمیر ہے۔ پاکستان صرف اس صورت میں مذاکرات کے چوتھے دور پر آمادہ ہوگا جبکہ تصفیہ کے امکان کے آثار موجود ہوں۔

معلوم ہوا ہے کہ وزیر خارجہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو پروگرام کے مطابق آج شام ڈھاکہ روانہ ہو جائیں گے۔ بھارتی وفد بھی آج صبح نئی دہلی روانہ ہو جائے گا۔

درخواستِ دعا

میری والدہ صاحبہ بیگم صاحبہ مکرم شیخ کریم بخش صاحب آف کوئٹہ البرٹ وکٹر ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔ ان کو شوگر کی تکلیف ہے اس کے علاج کے بعد آنکھوں کا اپریشن بھی ہوگا۔ وہ درخواست دعا کرتی ہیں کہ احباب کرام دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عطا فرمائے اور دینی ترقیات سے نوازے۔

(شیخ محمد شریف $\frac{1}{4}$ سمن آباد لاہور)

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

تعلیم الاسلام کالج کے ایک طالبعلم کی نمایاں کامیابی

بی۔ ایس سی (آنرز) میں یونیورسٹی بھر میں اوّل پوزیشن حاصل کی

یہ خبر احباب کے لئے مسرت کا موجب ہوگی کہ تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے ایک طالبعلم فضل الرحمن (ولد چوہدری غلام غوث صاحب سابق سیکرٹری ٹاؤن کمیٹی ربوہ) نے بی ایس سی آنرز (ریاضی) کا امتحان منعقدہ اکتوبر ۱۹۶۲ء ۶۸۳ نمبر لیکر پاس کیا ہے۔ اس طرح وہ نہ صرف فرسٹ ڈویژن میں پاس ہوئے ہیں بلکہ تمام طلبائے یونیورسٹی میں انہوں نے اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

فضل الرحمن ایم اے آنرز فرسٹ ایئر میں پڑھ رہے ہیں۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انکی یہ کامیابی خود انکے لئے اور کالج کے لئے ہر لحاظ سے مبارک کرے اور اسے مزید ترقیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین اللھم آمین۔

تبت کے علاقہ کی خلاف ورزی پر چین کا بھارت سے شدید احتجاج

چین نے اپنی تمام سرحدوں کے ساتھ ساتھ سڑکوں کی تعمیر شروع کر دی

پیکنگ ۱۱ فروری۔ چینی خبر رساں ایجنسی سنہوا نے خبر دی ہے کہ چین نے بھارتی فوجوں کی جانب سے تبت کے ایک علاقہ پینگ گونگ کی بار بار خلاف ورزی کے خلاف بھارت سے سخت احتجاج کیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ احتجاجی مراسلہ میں جو سات فروری کو چین میں بھارتی سفارت خانہ کے حوالے کیا گیا تھا۔ یہ الزام لگایا گیا ہے کہ بھارتی فوجوں نے چار دسمبر سے بیس جنوری تک کئی بار چینی علاقہ کی خلاف ورزی کی اور اشتعال انگیزی بھی کی۔ مراسلہ میں بھارت پر مذاکرہ جنگ کو نقصان پہنچانے اور سرحد پر کشیدگی پیدا کرنے کا الزام بھی لگایا گیا۔ مراسلہ میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ ان خطرناک سرگرمیوں کو فوراً روک دیا جائے۔ چین اس وقت برما، لاؤس، ویت نام، جنوبی کوریا روس، بیرونی منگولیا اور بھارت سے ملنے والی سرحدوں کے ساتھ ساتھ سڑکیں تعمیر کرنے کے ایک وسیع پروگرام پر عمل کر رہا ہے۔ بھارتی حکومت کے ذرائع نے بتایا ہے کہ چینی چانگ پائی سلسلہ کوہ میں بھی سڑکیں تعمیر کر رہے ہیں۔ چین گزشتہ کئی برس سے اس علاقہ پر اپنا دعوےٰ جتا رہا ہے روسی اٹلسوں میں ان پہاڑوں کو روسی علاقہ میں دکھایا جاتا ہے۔ لیکن چینی نقشوں میں ان پہاڑی علاقہ کو چین کا حصہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ چین نے پہاڑی روس کی سرحدوں سے ملحقہ علاقہ پر بھی قبضہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ چین نہ صرف اپنی سرحدوں کے ساتھ سڑکیں تعمیر کر رہا ہے۔ بلکہ لاؤس، برما اور نیپال میں بھی سڑکیں تعمیر کر رہا ہے اس سلسلہ میں اس نے ان ملکوں سے سمجھوتے کر رکھے ہیں اور ان سڑکوں کی تعمیر پر بڑی مقدار میں روپیہ بھی صرف کر رہا ہے۔ چین نے نیپال کو سڑک کی تعمیر کے سلسلہ میں پانچ کروڑ روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ یہ سڑک نیپال کے دارالحکومت کھٹمنڈو سے تبت کے دارالحکومت لہاسہ تک جائے گی۔ نئی دہلی کی اطلاعات کے مطابق چین نے صوبہ سنکیانگ میں تین ہزار میل لمبی سڑکیں تعمیر کی ہیں۔ اس صوبہ کی سرحدیں کشمیر، بیرونی منگولیا اور روس سے ملتی ہیں۔

روزوں کے متعلق قرآن مجید کی ایک آیت کی تفسیر

بقیہ ص ۲

روزے بھی رکھیں کیونکہ بعض امراض ایسی ہوتی ہیں یا بعض سفر ایسے ہوتے ہیں جن میں یہ اشتباہ ہوتا ہے کہ آیا اس میں روزہ ترک کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ حدیث میں آیا ہے کہ مشکوک اشیاء بھی محارم ہی کے نیچے ہوتی ہیں۔ کیونکہ جو مشکوک تک پہنچتا ہے۔ وہ آہستہ آہستہ محارم تک بھی پہنچ جاتا ہے پس اگر یہ دونوں باتیں مشکوک ہوں تو ایسے مسافر اور مریض کو چاہیئے کہ فدیہ دے دے اور رخصت سے فائدہ اٹھائے اور بعد میں روزے بھی رکھ لے۔ اس میں ایسی بیماری والا جس کی بیماری مشتبہ ہو یا ایسا سفر والا جس کا سفر مشتبہ ہو مراد ہیں۔ ان میں جو لوگ طاقت رکھتے ہیں ان پر فدیہ دینا لازم ہے۔ کیونکہ ممکن ہے انہوں نے اپنے اجتہاد میں غلطی کی ہو۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہی مذہب تھا کہ ایسے لوگ دوسرے ایام میں روزہ رکھیں اور رمضان کے دنوں میں فدیہ دیں۔

شکریہ احباب

(از مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس ناظر اصلاح و ارشاد)

میرے لڑکے عزیز صلاح الدین شمس بی۔ ایس سی۔ ایم۔ بی بی۔ ایس کی تقریب نکاح اور میرے نواسے کی ولادت پر احباب جماعت نے مبارکباد کے خطوط بکثرت ارسال فرمائے ہیں۔ حتی کہ بیرونی ممالک کے احباب کی طرف سے بھی خطوط موصول ہوئے ہیں۔ میں اخلاص و محبت اور نیک جذبات کے اظہار پر جملہ احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ سب احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور دین و دنیا میں ان کا حافظ و ناصر ہو نیز میں احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ آئندہ بھی عزیز صلاح الدین شمس کو اور اس کے بھائیوں اور بہنوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں دینی و دنیوی ترقیات سے نوازے اور ان کو ہمیشہ اپنی خاص حفاظت میں رکھے۔ آمین